حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے مواعظ کا مجموعہ

مواعظ اشرفیہ

حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

مکتبۂ تھانوی دفتر رسالہ الابقاء
مولوی مسافر خانہ ایم اے جناح روڈ کراچی ۱
فون: ۷۷۷۷۶۲۰، ۷۷۷۰۰۹۴

یہ کہنا کچھ مفید نہ ہوگا کہ پدرمن سلطان بود (میرا باپ بادشاہ تھا) بلکہ اس کے جرائم پر دوسروں سے زیادہ قوی مقدمہ قائم ہوگا اور اس سے کہا جائے گا کہ افسوس تم باوجود حقوق سلطنت سے واقف ہونے کے سلطنت کی مخالفت کرتے ہو تم تو حکومت کے آشنا تھے تمہارے تو بچہ بچہ کی زبان پر حکومت کے حقوق و احسانات کا تذکرہ تھا تجھ پر کیا مار آئی جو مخالفت قانون پر پیشقدمی کرنے لگا تو عجب نہیں کہ اس شخص کے جرم پر ایسا سنگین مقدمہ قائم ہو جو ایک جلاہے دھوبی کے جرم پر نہ قائم ہو اور یہ حکومت کی نظر میں زیادہ مبغوض و قابل نفرین قرار پائے۔ چنانچہ واقعات اس پر شاہد ہیں۔

اسی طرح بزرگوں کی طرف انتساب سے یہ نفع ضرور ہوتا ہے کہ یہ شخص اگر ایمان و عمل صالح اختیار کرے تو دوسروں سے جلدی کامیاب ہوتا یا بڑے درجہ میں پہنچ جاتا لیکن اگر یہ سرکشی سے پیش آوے تو اس وقت نرا انتساب کافی نہ ہوگا اس وقت مجھے اپنے استاد علیہ الرحمۃ کا ایک ارشاد یاد آیا جو ایک حدیث کی شرح میں انھوں نے فرمایا تھا اول میں حدیث سنادوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک منافق تھا عبداللہ بن ابی یہ رئیس المنافقین تھا مگر اس کے لڑکے صحابی اور مؤمن مخلص تھے۔ جب اس منافق کا انتقال ہوا تو اس کے لڑکے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے باپ کا انتقال ہوگیا ہے اس کے کفن کے لئے اپنا کرتہ عطا فرما دیجئے (شاید اس کی برکت سے خدا اس کی مغفرت فرما دے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا کرتہ دے دیا اور تجہیز و تکفین میں بھی شریک ہوئے حتیٰ کہ نماز جنازہ بھی پڑھانا چاہی اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جوش آگیا۔ انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر مبارک پکڑ لی کہ آپ کس کی نماز پڑھانا چاہتے ہیں ایک منافق کی جن کے بارہ میں حق تعالیٰ فرماتے ہیں اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْلَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ

تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ یعنی چاہے آپ منافقین کے لئے ستر مرتبہ بھی دعاو استغفار فرمائیں خدا تعالےٰ ان کو نہ بخشیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالےٰ نے مجھ کو استغفار سے منع نہیں فرمایا اور اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ ستر دفعہ سے زیادہ استغفار کرنے سے ان کی مغفرت ہو جائے گی تو میں زیادہ استغفار کرلوں گا۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنازہ کی نماز پڑھادی۔ واقعی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی کیا عجیب شفقت ورحمت تھی کہ دشمنوں سے بھی رحمت میں آپ کو دریغ نہ تھا۔

صاحبو! ہم بڑے خوش قسمت ہیں کہ ہم کو ایسے رحیم وکریم پیغمبر (صلی اللہ علی سیدی وروحی وسلم) نصیب ہوئے ہیں تو آپ سے بہت کچھ امیدیں ہیں ؎

نماند بعصیاں کسے درگرو
کہ دارد چنیں سید پیشرو

(وہ شخص دوزخ میں گناہوں کی وجہ سے نہیں رہے گا جو ایسا سردار پیشرو رکھتا ہو)

جب دشمنوں پر بھی آپ کی یہ رحمت ہے تو اپنے غلاموں پر تو کیا کچھ ہو گی۔ غرض آپ نماز پڑھ چکے اور دفن میں بھی شریک ہوئے اور اس منافق کے قبر میں رکھے جانے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب مبارک بھی اس کے منہ میں ڈالدیا اس کے بعد آیت نازل ہوئی وَلَا تُصَلِّ عَلٰۤى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ۔ (اور ان میں کوئی مرجائے تو اس پر کبھی نماز نہ پڑھئے اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہوجئے انھوں نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کفر کیا ہے اور وہ حالت کفر ہی میں مرے ہیں) جس میں منافقین پر نماز جنازہ پڑھنے اور ان کے دفن وغیرہ میں شرکت کرنے کی

صاف صاف ممانعت ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے بعد میں بڑی ندامت و شرمندگی ہوئی کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیسی جرأت کی آپ کو ایک کام سے روکنے لگا (میرا کیا منصب تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو سب سے زیادہ ہر ایک بات کو جاننے والے ہیں ۱۲)

خیر یہ تو واقعہ تھا اس میں بہت گفتگو اور کلام ہے کہ آپ نے باوجود لَنۡ یَّغۡفِرَ اللّٰہُ لَھُمۡ (ہرگز نہ بخشے گا اللہ ان کو) وارد ہو چکنے کے پھر اس منافق کی نماز کیوں پڑھی مگر یہ تو طالب علمانہ مباحث ہیں طالب علم ان کو خود حل کرلیں گے۔ مگر اس میں اس بات کا بتلانا مقصود ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس منافق کو اپنا کرتہ کیوں پہنایا اور اس کے منہ میں لعاب دہن مبارک کیوں ڈالا۔

شراح حدیث نے تو یہ لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بیٹے کی خاطر سے جو مخلص مومن تھے یہ سب کچھ کیا (تاکہ ان کو معلوم ہو جائے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اس کی نجات کی سعی میں کوئی کوتاہی نہیں رہی آپ نے دعا بھی کر دی نماز بھی پڑھ دی اپنے تبرکات بھی عطا فرما دیئے اب بھی اگر اس کی مغفرت نہ ہو تو یہ خود اسی کا قصور ہے ۱۲) اور بعض نے کہا ہے کہ اس منافق نے جنگ بدر کے موقعہ پر حضرت عباس رضی اللہ عنہ (عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کو ایک کرتہ پہنایا تھا آپ نے اس کی مکافات میں مرنے کے بعد اُسے کرتہ پہنا دیا (بلکہ مع شئے زائد) یہ سب توجیہات شراح نے کی ہیں مگر ان باتوں سے ہم کو شفا نہیں ہوئی ہمیں تو اپنے استاد علیہ رحمۃ کی بات پسند آئی کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اس منافق کے ساتھ یہ معاملہ اس لئے فرمایا تاکہ امت کو یہ ضروری مسئلہ بتلا دیں کہ اگر کسی میں ایمان نہ ہو تو پھر چاہے اس کے پاس لاکھ تبرکات ہوں اور چاہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا شخص اس کے جنازہ کی نماز بھی پڑھ دے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا قمیص

اس کا کفن ہو جائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا لعاب مبارک بھی اس کے منہ میں پڑ جائے جب بھی نجات نہیں ہوسکتی اس لئے تنہا ان تبرکات کے بھروسہ پر کوئی نہ رہے چنانچہ عبد اللہ بن ابی کے پاس اصل سرمایہ ایمان کا نہ تھا اس لئے اس کے بارہ میں کہا گیا اِنَّ الْمُنَافِقِیْنَ فِی الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ کہ منافقین جہنم کے سب سے نیچے کے طبقہ میں ہیں جن کو عذاب سب سے زیادہ سخت ہے ۱۲) تو اب معلوم ہو گیا کہ بعض لوگوں کا یہ کہنا کہ ہم فلاں بزرگ کی اولاد یا سلسلہ میں ہیں اور ہمارے بزرگوں نے اللہ تعالےٰ سے یہ عہد کر لیا تھا کہ ہماری اولاد میں سے یا اتباع میں سے کوئی دوزخ میں نہ جائے کیا کارآمد ہوسکتا ہے جب تک اپنے پاس کچھ سرمایہ نہ ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جب یہ آیت نازل ہوئی وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ (اپنے قریبی رشتہ داروں کو (آتش دوزخ سے) ڈرایئے) تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سب خاندان کو جمع کیا اور سب کے ساتھ صاحبزادی صاحبہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو خطاب کر کے فرمایا یَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ اَنْقِذِیْ نَفْسَكِ مِنَ النَّارِ لَا اُغْنِیْ عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَیْئًا (اے فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم رہا کر اپنے نفس کو آتش (دوزخ) سے میں تجھ سے کسی چیز کو اللہ تعالےٰ سے بے پرواہ نہیں کر سکتا) اور اپنی پھوپھی صاحبہ کو خطاب کر کے فرمایا یَا صَفِیَّةُ عَمَّةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَنْقِذِیْ نَفْسَكِ مِنَ النَّارِ لَا اُغْنِیْ عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَیْئًا۔ (اے صفیہ عمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے نفس کو (اعمال صالحہ کر کے) دوزخ سے بچا میں کسی چیز سے تجھ کو اللہ سے بے پرواہ نہیں کر سکتا) اسی طرح سب اعزہ سے فرمایا کہ اپنے آپ کو جہنم سے بچا لو میں تمہارے کام نہ آسکوں گا یعنی اگر نرے میرے بھروسہ پر رہو گے تو اس صورت میں میں کچھ کام نہ آؤں گا ہاں خود بھی کچھ سرمایہ جمع کر لو تو بیشک آپ کام آئیں گے۔ بس یہ درجہ ہے انتساب اور تبرکات کا کہ وہ بدون اپنے عمل کے تنہا کافی نہیں ہوتے باقی اپنے پاس بھی کچھ عمل ہو تو پھر وہ ضرور

نافع ہیں ان کی برکت کا انکار نہیں ہوسکتا اگر تبرکات نافع نہ ہوتے تو سلف صالحین اس کا اہتمام نہ کرتے حالانکہ سلف سے اس کا اہتمام منقول ہے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تبرکات دیئے ہیں ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا چادرہ مبارک ایک صحابی کو عطا فرمایا اور حج کے موقع پر اپنے بال تقسیم فرمائے۔ اور بعض واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ تبرکات واقعی کام بھی آتے ہیں مگر نرے تبرکات کام نہیں آتے بلکہ اصل سرمایہ کے ساتھ یہ بھی مل جائیں تو نفع بڑھ جاتا ہے۔ اس کی تو ایسی مثال ہے جیسے کھانے کے ساتھ چٹنی اور مربہ کہ اس سے کھانے کا لطف بڑھ جاتا ہے اب اگر کوئی شخص دوستوں کی دعوت کرے اور سارا دستر خوان چٹنی اور مربوں ہی سے بھر دے تو کیا یہ دعوت ہوگی یہ تو مسخرا پن ہوگا۔ اسی طرح جو چیزیں زوائد میں سے ہیں وہ سب ایسی ہی ہیں کہ ان پر حصول مقصود موقوف نہیں ہوتا اور وہ تنہا مقصود سے مغنی نہیں ہوتیں ہاں ضروریات کے ساتھ جمع ہوجائیں تو مفید ہوتی ہیں۔ دیکھو اگر دستر خوان پر چٹنی مربے نہ ہوں تو وہ دعوت ضرور ہے اور اگر چٹنی مربا ہی ہو کھانا نہ ہو تو اسے دعوت نہیں کہہ سکتے اور دونوں جمع ہوجائیں تو اعلیٰ درجہ کی اور لذیذ دعوت ہوگی۔

اسی طرح تبرکات نافع ضرور ہیں مگر ان کی نافعیت کے لئے کچھ شرطیں ہیں (یعنی ایمان وعمل صالح) جیسے گورنمنٹ اپنے وفاداروں کی رعایت کرتی ہے بشرطیکہ وہ بغاوت واقدام جرائم نہ کریں بلکہ تعلیم وتہذیب سے آراستہ ہوکر گورنمنٹ کی اطاعت بھی کریں تو ان کا خیال دوسروں سے زیادہ کیا جاتا ہے اسی لئے سلف نے بزرگوں کی نیک اولاد کا ہمیشہ احترام کیا ہے اور واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بزرگ بھی اپنی اولاد کا خیال رکھتے ہیں۔

میری ایک رشتہ کی پھوپی تھیں جو بچیوں کو پڑھایا کرتی تھیں، ہمارے یہاں رسم یہ ہے کہ لڑکیاں گھروں ہی میں تعلیم پاتی ہیں ان کے لئے کوئی زنانا اسکول